مولانا محمود جان رضوی جام

جودھپوری علیہ الرحمہ

مختصر سوانح حیات وخدمات

رانا خلیل احمد

مولانا محمود جان رضوی جام جودھپوری

ترتیب۔ خلیل احمد رانا

ماہنامہ جہانِ رضا، لاہور، شمارہ جون، جولائی ۲۰۰۲ء میں علامہ کوکب نورانی (کراچی) کا سفر نامہ شائع ہوا تھا، جس میں انہوں نے زمبابوے (افریقہ) کے شہر ''ہرارے'' میں ہونے والے مولانا محمود جان علیہ الرحمہ خلیفہ مجاز امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے عرس رضوی محمودی کا ذکر کیا ہے، ہرارے شہر میں مولانا محمود جان علیہ الرحمہ کے داماد الحاج منصور رضا اور ان کے فرزندان (منصور رضا، امتیاز رضا اور عسکری رضا) ہر سال بڑے اہتمام سے ''عرس رضوی محمودی'' مناتے ہیں، چھ سات ملکوں کے افراد اس اجتماع میں شرکت کرتے ہیں، مولانا محمود جان علیہ الرحمہ کے مفصل حالات دستیاب نہیں ہیں، راقم الحروف (خلیل احمد رانا) نے اپنے تئیں کوشش کی ہے کہ مولانا محمود جان علیہ الرحمہ کے کچھ حالات مرتب ہو جائیں۔

مولانا محمود جان ابن حافظ غلام رسول علیہ الرحمہ کی ولادت قبیلہ افغانی میر ملک زئی ''مردان'' (صوبہ سرحد خیبر پختون خواہ) میں ہوئی، ۱۸۳۵ء سنہ ولادت بتایا جاتا ہے (یہ ایک اندازہ ہے)، علمی اور دینی گھرانے کے اس ہونہار نے حصول علم کے لئے خوب محنت کی، دار العلوم امینیہ دہلی میں متداول نصابی علوم کی تحصیل مکمل کر کے خود کو تبلیغ و تدریس کے لئے وقف کر دیا، قریہ قریہ پھرتے کاٹھیاواڑ کے علاقے ''جام جودھپور'' پہنچے اور وہیں کے ہو رہے اور اسی بستی میں بس گئے۔ (۱)

اوائل عمر میں دلچسپی ردّ نصاریٰ کی طرف زیادہ توجہ رہی، بڑے بڑے جلسوں میں عیسائی پادریوں سے مناظرہ ہوتا، اواخر عمر میں ردّ وھابیہ تقریراً وتحریراً کامل حصہ لیا۔ (۲)

مولانا محمود جان کا آبائی ورثہ تعلیم و تعلم تھا، دین و ملت کی خدمت سے شغف ہی ان کی زندگی تھا، وہ سیکھا اور جمع کیا ہوا بانٹنے میں منہمک ہو گئے، لیکن انہیں کسی تلاش تھی، کسی مسیحا نفس، خضر راہ کی تلاش، وہ خود کو کسی کے سپرد کرنا چاہتے تھے، تاکہ سفر آسان اور منزل کا ملنا یقینی ہو جائے، مرشد کامل تک رسائی کیسے ہو؟ آخر انہیں مدعا مل گیا، وہ ایسے کہ پٹنہ (صوبہ بہار) سے شائع ہونے والا رسالہ ''رسالہ تحفہ حنفیہ'' انہیں جام جودھپور (گجرات کاٹھیاواڑ) میں نظر آیا، اعلیٰ حضرت مجدد بریلوی علیہ الرحمہ کی تحریریں اس رسالے کی

زینت ہوتی تھیں، مولانا محمود جان کو ان تحریروں میں لفظوں کے اندر کی دنیا نظر آنے لگی، روشنی سے ناطہ جوڑنے میں عافیت سمجھی، انہیں نشانِ منزل اور راہ نما مل گیا، قدرت کی اس مہربانی پر وہ بریلی پہنچ گئے، اعلیٰ حضرت کو دیکھا اور دیکھتے ہی رہ گئے، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے بیعت کے علاوہ چاروں سلاسل طریقت میں خلافت واجازت سے بھی سرفراز فرمایا، بوقت رخصت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اپنا پہنا ہوا پورا لباس بھی عطا فرمایا۔

مرشد کامل کی تلاش کا حال خود لکھتے ہیں :

''فقیر اپنے رب قدیر کے انعام واکرام واحسان کا شکر کسی طرح ادا کرسکتا کہ بے شمار نعمتیں عطا فرمائیں، من جملہ اُن کے ایک ہی نعمت عظمیٰ ایسی ہے کہ عمر صرف ہوجائے اور شمہ شکر اُس کا ادا نہ ہو، وہ یہ کہ ہم کو خاص اپنے حبیب اشرف الانبیاء الکرام علیہ وعلیہم الصلاۃ والسلام کی اُمت میں فرما کر فرقۂ ناجیہ اہل سنت وجماعت سے کیا، پھر اس پر وہ مزید شرف بخشا کہ جس کے بیان سے زبان عاجز ہے یعنی ایسے مرشد کامل کی غلامی کا فخر عطا فرمایا، جو علوم ظاہریہ وباطنیہ میں بے نظیر ویکتا، اہل سنت کا مقتداء، تاج الکملاء، رئیس الفضلا، زبدۃ الاصفیا، عمدۃ الاولیا، محی الشریعۃ والطریقہ، ناصر السنۃ السنیہ، مجدد الملۃ والدین، آیۃ من آیات رب العالمین اعلیٰ حضرت مولانا وسیدنا ومرشدنا مولوی مفتی شاہ احمد رضا خاں صاحب برد اللہ تعالیٰ مضجعہ ونور مرقدہ ہیں، اس دولت کبریٰ سے مالا مال ہونانے کا مختصر حال یہ ہے کہ قلب حزیں میں مدت دراز سے یہ خیال نہایت استحکام کے ساتھ تھا کہ جب تک مرشد کامل جامع الفضائل نہ ملے گا بیعت نہ کروں گا، مثل مشہور ہے جویندہ یابندہ، طلب صادق درکار دریار آید درکنار، ناگاہ رسالۂ ہادی دین وملت ماحی شرک و بدعت ''تحفہ حنفیہ'' جو پٹنہ عظیم آباد سے ماہ بماہ باہتمام حامی سنت ماحی بدعت جناب مولانا مولوی ابو المساکین محمد ضیاء الدین صاحب متوطن پیلی بھیت مدظلہم (۳) ہندوستان وغیر ہندوستان کو اپنے بحر فیض دینی سے سیراب کرتا تھا، نظر فقیر سے گزرا اور دلچسپ مضامین اور تحقیقات مذہبی کا خزانہ تھا، لہذا میں اُس کو منگوانے لگا اور نہایت ذوق وشوق سے من اولہا الی آخرہا اُس کا مطالعہ کرکے اعلیٰ اعلیٰ مضامین سے مستفیض ہوتا تھا، اُسی رسالہ راہبر حق میں اُس امام اہل سنت، غواص بحر حقیقت کی فضیلت وجلالت علوم دیکھتے دیکھتے دل نے کامل یقین دلایا کہ اس زمانے میں ایسا مرشد ملنا حیطۂ امکاں سے خارج ہے، پس بخت خفتہ جاگا، طالع نے راہبری، مقدر نے یاوری کی فوراً چل دیا، مسافت دور دراز قطع کرکے بریلی شریف پہنچ کر حاضر دربار پُر انوار وفیض بار ہوا، چہرۂ درخشاں پر نظر پڑتے ہی دل ایسا باغ باغ ہوا کہ پہلو میں سمائے نہیں

سما تا تھا، اُس وقت کی مسرت کا انداز کسی طور نہیں ہوسکتا، مدت دراز کی تمنا برآئی، سالہا سال کی جیسی خواہش وآرزو تھی اُس سے بڑھ کر قادر بے چوں (بے مثل، اللہ تعالیٰ) نے نعمت عطا فرمائی، اُسی روز اپس ساقی بحر طریقت نے مخصوص توجہ کے ساتھ جام بیعت سے سرشار فرمایا اور اپنا متوالا بنایا، اس کے بعد ہی جملہ سلاسل علیہ قادریہ، چشتیہ، شہروردیہ، نقشبندیہ کی خلافت کا تاج اس گدا کے سر پر رکھا، انعامات واحسانات والطاف اسقدر فرمائے جو بیان میں نہیں آسکتے، بوقت رخصت پورا لباس اطہر جو جسم شریف سے شرافت حاصل کیئے ہوئے تھا عنایت فرمایا، یعنی عمامہ، کرتا، انگرکھا، پائجامہ جو ہر ایک بزرگی و برکت سے بھرا ہوا تھا، چونکہ چار سلسلوں کی خلافت عطا فرمائی گئی، لہذا چار ہی چیزیں لباس فاخر سے بخشی گئیں، خلافت نامہ میں فقیر کی نسبت جو کچھ اُس شاہ عالی جاہ نے اپنا خیال کرامت مآل ظاہر فرمایا اور جن جن القاب کریمہ سے حقیر کو نوازا اُن کا شکریہ بھی عمر بھر ادا نہیں ہوسکتا فالحمد للہ الواھب الکریم"۔ (۴)

نقل خلافت نامہ بھی کتاب "ذکر رضا" مؤلفہ مولانا محمود جان پشاوری جام جودھپوری کے آخر میں درج ہے۔

نقل خلافت نامہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله وحدهٗ ووالصلاةُ والسلام على من لا نبى بعدهٗ و علىٰ اٰلهٖ وصحبهٖ وابنه وحذبهٖ المكرمين عندهٗ ، آمين

اما بعد سگ کوئے قادری بندۂ ناسز افقیر عبدالمصطفےٰ احمد رضا محمدی سنی حنفی قادری برکاتی بریلوی **غفر الله لهٗ ما يقتر فهٗ وما مضىٰ** نے برادر دینی ومحبّ یقینی، فاضل کامل، جامع الفضائل، قامع الرذائل، حامی سنت، ماحی بدعت مولانا مولوی محمد محمود جان صاحب پشاوری قادری برکاتی مقیم جام جودھپور ملک کاٹھیا واڑ، **جعله الله من اكابر الاخيار واطاهر الابرار** کو جملہ سلاسل علیہ طریقت قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ وجمیع اذکار واشغال واوراد واعمال خاندانی کی اجازت عامہ تامہ دے کر ماذون علی الاطلاق وخلیفہ بالاستحقاق کیا، **بارك الله فيه وله وبه وعليه وجعل قلوب المومنين تهوى اليه آمين**، مولانا موصوف بفضلہٖ تعالیٰ جملہ عقائد ومذاہب ومشارب میں اس فقیر کے قدم بقدم ہیں، تمام برادران اہل سنت کہ اس فقیر کے محبّ وہم مذہب ہیں، بعونہ تعالیٰ مولانا کے مسائل وہدایات وارشاد پر بے تامل عمل فرمائیں، باذنہ تعالیٰ اُن کو ہادی مہدی ورشید مہتدی پائیں گے، **ثبتنا الله واياه وسائر اخواننا من**

اهل السنة والجماعة بالقول الثابت فی الحیوٰة الدنیا وفی الاخرة، انه ولیّ التقوی واهل المغفرة، وصلی الله تعالیٰ علی سیدنا و مولانا وحافظنا وماوٰنا محمد وآله وصحبهٖ وابنه و حذبه اجمعین، برحمتك یاارحم الرحمین، والحمد لله رب العٰلمین۔

کتبہ۔عبدالمذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ بمحمدہ المصطفےٰ النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم

خلافت نامہ نقل کرنے کے بعد مولانا محمود جان علیہ الرحمہ لکھتے ہیں :

''خلافت نامہ پر صرف حضور کے دستخط ہیں اُس زمانے میں مہر شریف گم ہوئی تھی ورنہ وہ بھی ثبت ہوتی، قصیدۂ الاستمداد کے آخر میں حضور نے جو اپنے خلفاء کے اسماء شمار فرمائے، اُن میں فقیر کا نام رہ گیا، جس کے بارے میں اپنے ایک مکرمت نامہ میں جو وصال سے نو دس مہینے قبل بندے کے نام ارسال کیا، یہ رقم فرمایا کہ سہواً طبع ہونے سے رہ گیا، فقیر کہتا ہے کہ یہ سہو حکمت سے بھرا ہوا تھا کہ اس میں عزت فرمائی وقدر افزائی بہ نسبت طبع ہوجانے کے ہزاروں درجے بڑھی ہوئی ہے کہ اُسی سہو کو جن الفاظ زریں میں تحریر فرمایا گیا ہے، اُن کا ایک ایک حرف میرے لئے گوہر بے بہا ہے، فالحمد لله علی اعزازه وتعامه واکرامه و احسانه۔

نقل اعزاز نامہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بملاحظہ مولانا المکرّم ذی المجد والکرم حامی السنن ماحی الفتن مولانا مولوی محمود جان صاحب دام فضائلہم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

سیٹھ سلیمان عثمان صاحب سکرانی تشریف لائے مگر ایسے وقت میں کہ میں بہت علیل ہوں، میں اُن کی خاطر کچھ نہ کرسکا، ساڑھے چار مہینے کے قریب ہوئے کہ آنکھ دکھنے آئی تھی، جب سے آج تک آنکھ لکھنے پڑھنے کے قابل نہیں، مسائل سنتا جواب لکھوا دیتا، بارھویں شریف کی شام سے علالت شدیدہ لاحق ہوئی کہ ایسی کبھی نہ ہوئی، یہاں تک کہ میں نے وصیت نامہ لکھوا دیا، اُس کے بعد مولیٰ تعالیٰ نے اُس بلائے شدیدہ سے نجات بخشی مگر بقیہ مرض اَب تک ہے اور ضعف اس قدر شدید ہے کہ مسجد تک جانے میں تمام بدن میں درد ہونے لگتا ہے، دُعا کا حاجت مند ہوں اور آپ کے گھر میں کے لئے دُعا کرتا ہوں، بھائی سلیمان

صاحب نے مجھ سے تعویذ مانگا تھا، میں آج کل لکھ نہیں سکتا، لہذا سب سے بہتر اُن کی خاطر یہی میری سمجھ میں آئی کہ خاص اپنے لئے جو عظیم تعویذ ۸۴۷ خانے کا طیار کیا تھا، اُن کی نذر کردوں، زندگی اگر باقی ہے تو اپنے لئے اور طیار کرلیا جائے گا، اس تعویذ کے منافع وسعت رزق و بلندی مرتبہ واستقامت دین حق و رحمت الٰہی ہیں، ایک دن کامل کی محنت میں لکھا جاتا ہے، میں نے بھائی سلیمان کو وہ چیز دی جو عمر بھر میں صرف اپنے لئے تیار کی تھی اور کسی کو نہ دی، آپ کے فرمانے کی اسی قدر تعمیل کرسکا، بھائی مولوی غلام مصطفےٰ صاحب بخیریت ہیں، اپنے یہاں کی خیریت سے مطلع فرمایئے، آپ کی زیارت برسوں میں ہوا کرتی ہے اور میں کثیر الاشغال کثیر النسیان، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قصیدۂ الاستمداد کے آخر میں جو اپنے احباب حامیان سنت کے اسماء گنائے، اُن میں آپ کا نام نامی کہ سونے کے حرفوں سے لکھنے کا تھا، سہو ہو گیا، طبع کے بعد یاد آیا جس کا اَب تک افسوس ہے، خیریت سے اطلاع بخشئے، سب احباب کو سلام۔

والسلام مع الاکرام

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ۔ ۴ ؍ ربیع الآخر ۱۳۳۹ھ

مولانا محمود جان علیہ الرحمہ لکھتے ہیں :

اس موقع پر حضور کے فیوض باطنیہ سے صرف ایک کرشمہ بیان کرتا ہوں، جو متعلق بعالم برزخ ہے وہ یہ کہ میرے وہاں اس آخر عمر میں صرف لڑکیاں پیدا ہوتی تھیں، سالہا سال سے دلی آرزو تھی کہ کوئی لڑکا پیدا ہوتا، بعد وصال حضور کے جلسۂ فاتحہ چہلم میں شریک ہوا، بوقت رخصت روضۂ منورہ کے مواجہہ میں حاضر ہو کر عرض کی کہ اے خالق دوجہان، کارساز جن وانسان اپنے اس مقبول بندے کے توسل سے مجھ کو فرزند عطا فرما، اور اے خدا کے برگزیدہ بندے جناب باری میں دُعا فرما کہ مجھ کو فرزند عطا ہو، چنانچہ ایک سال کے اندر لڑکا پیدا ہوا، اپنے ارادے کے موافق حضور کے اسم سامی پر اُس کا نام احمد رضا رکھا، بفضلہٖ تعالیٰ اس وقت تک کہ ۱۳۴۷ھ اور ذی القعدہ کا مہینہ ہے، صحیح وسالم اور زندہ ہے، سچ ہے کہ خاصان خدا عالم برزخ میں بھی تصرفات و فیوض بکثرت جاری بلکہ حیات دنیوی سے قوی تر، نفعنا اللہ تعالیٰ ببرکاتھم فی الدنیا والقبر والحشر آمین۔

کتبہ عبدہ العاصی محمود جان القادری الرضوی طریقۃً، السنی الحنفی مذہباً، الپشاوری مولداً، الجام جودھپوری کاٹھیاواڑی اقامۃً عفا اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ۔ (۵)

مولانا محمود جان کا پہلا نکاح جام جودھپور کی جامع مسجد کے امام عبداللہ صاحب کی دختر سے ہوا،

اس خاتون سے تین اولادیں ہوئیں، ایک بیٹا دو بیٹیاں، بیٹے کا نام غلام مصطفیٰ رکھا، یہ عالم دین بنے اور پندرہ برس تک جنوبی افریقہ کے دوسرے بڑے شہر ڈربن کی سب سے بڑی جامع مسجد (جمعہ مسجد، گرے اسٹریٹ) کی امامت وخطابت کے فرائض انجام دیتے رہے۔

پہلی اہلیہ کے انتقال کے بعد دوسرا نکاح کیا، اس خاتون سے بھی تین اولادیں ہوئیں، ایک فرزند اور دو دختران، اس فرزند کا نام غلام مجتبےٰ رکھا، یہ بھی عالم دین ہوئے اور ملاوی کے شہر لمبی (limbi) میں امام وخطیب رہے۔

دوسری اہلیہ کے انتقال کے بعد ۸۰ برس کی عمر میں تیسرا نکاح کیا، اس خاتون سے نو اولادیں ہوئیں، دو بیٹے اور سات بیٹیاں، ایک فرزند کا نام اپنے مرشد گرامی کے نام پر ''احمد رضا'' رکھا، مگر اسے ''حضرت صاحب'' کہا کرتے تھے، دوسرے فرزند کا نام احمد جان رکھا، سات بیٹیوں میں سے دو بقید حیات ہیں، ایک بیٹی کا وصال ماہ صیام ۱۴۲۵ھ میں جمعۃ الوداع کے دن ہوا، نماز عصر کے بعد مصلے ہی پر تھیں، اپنے شوہر مولانا قاری احمد رضا کو گواہ بنا کر کلمہ طیبہ پڑھا اور کہا میں جارہی ہوں، بہت نیک اور عابدہ زاہدہ خاتون تھیں، ۷۰ برس عمر پائی، مولانا محمود جان کی اولاد کا سلسلہ امریکہ، افریقہ، یورپ، بنگلہ دیش، پاکستان اور ہندوستان میں پھیلا ہوا ہے۔

مولانا محمود جان نے اجازت وخلافت کے باوجود کسی کو داخلِ بیعت نہیں کیا اور نہ ہی کسی کو خلافت دی، مگر ان کے عقیدت مندوں کی تعداد کم نہیں، جنوبی افریقہ کا بھی کئی مرتبہ سفر کیا۔

مولانا محمود جان نے جام جودھپور کی جامع مسجد میں تقریباً ۸۰ برس امامت وخطابت اور تبلیغ وتدریس فرمائی، دینی خدمات بلا معاوضہ انجام دیں اور ذریعہ معاش تجارت رکھا، مہمان نوازی اور اہل علم کی خاطر داری میں مشہور تھے، بدمذہبوں سے مناظرے بھی کئے اور راہِ حق میں تمام عمر مردِ میداں رہے۔

مولانا محمود جان کو کاٹھیاواڑ کے لوگ ''باپو'' کے لفظ سے عزت دیا کرتے تھے، اسیرانِ سحر وآسیب اور مریضانِ جسمانی وروحانی کے آپ بہترین عامل اور طبیب بھی تھے، مہلک زخم پر لعاب دہن لگا دیتے تو مریض شفایاب ہوجاتا، مستجاب الدعوات تھے، اپنے علاقے میں غلط رسومات اور متعدد فتنوں کا سدباب بھی کیا۔

صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی فرماتے ہیں کہ مولانا محمود جان جیسا فنافی الشیخ میں نے خلفائے اعلیٰ حضرت میں کسی کو نہیں دیکھا، اعلیٰ حضرت کے وصال کے بعد اُن کا ذکر زبان پر آتے ہی

آنسوؤں کی جھڑیاں لگ جاتیں، ہر سال وہ اپنے پیرو مرشد کا عرس مبارک بہت اہتمام سے مناتے۔

میری طرح جانے کتنے ہوں گے جن کے لئے یہ بات ایک انکشاف ہی ہوگی کہ اعلیٰ حضرت مجدد بریلوی علیہ الرحمہ کے مزار شریف کے گنبد کا ڈیزائن مولانا محمود جان ہی کا تجویز کیا ہوا ہے دھوراجی (کاٹھیاواڑ) کے علاقے میں ایک جلسہ دستارِ فضیلت کے موقع پر انہیں حضرت صدر الا فاضل نے فرمایا کہ آج اعلیٰ حضرت کے بارے میں آپ کا خطاب ہوگا، مولانا کی عادت تھی کہ مہمان علمائے کرام کی موجودگی میں خطاب نہیں فرماتے تھے، بہت عذر کئے لیکن صدر الا فاضل نے اصرار کیا، کہتے ہیں کہ اس روز سنانے والے حضرت مولانا محمود جان ہی نہیں، سننے والے تمام حاضرین کے بھی آنسو نہیں تھمے۔

مولانا محمود جان کو شاعری سے کچھ خاص لگاؤ نہیں تھا، لیکن ۲۶۶ اشعار پر مشتمل انہوں نے اپنے مرشد گرامی کی سوانح ''ذکر رضا'' لکھی، ایک منقبت بھی ان کی کہی ہوئی مشہور ہے۔

سرِ ذاتِ مصطفیٰ دیکھا تجھے ہم نے کیا ''احمد رضا'' دیکھا تجھے
نائب خیر الوریٰ دیکھا تجھے حق تعالیٰ کی قسم ''احمد رضا''

کتاب ''ذکر رضا'' (۱۹۲۱ء) میں یہ منقبت ۳۵ اشعار پر مشتمل ہے، شاہزادگان اعلیٰ حضرت کی مدح میں بھی ان کے اشعار کہے ہوئے مشہور ہیں۔ (۶)

مولانا محمود جان رضوی جام جودھپوری کی کوششوں سے گجرات کاٹھیاواڑ کے علاقے میں ''جماعت رضائے مصطفیٰ'' کے لئے بڑا کام ہوا اور کافی تعداد میں لوگ ممبر و رکن بنے، حاجی سیٹھ موسیٰ سلیمان رضوی بن سیٹھ عبدالستار اسمٰعیل رضوی رنگون (برما) سرپرست جماعت رضائے مصطفیٰ کاٹھیاواڑ، امام احمد رضا سے بیعت تھے، رجب المرجب ۱۳۴۸ھ میں ان کا انتقال ہوا تو مولانا محمود جان جام جودھپوری نے ان کے انتقال سے متاثر ہو کر سترہ اشعار پر مشتمل ایک تاثراتی نظم قلم بند کی، جس میں آپ نے ان کی تاریخ وفات بھی کہی :

ناگہاں ہاتف نے دی آواز اے محمود جان
سن لے ''ہے موسیٰ سلیمان ساکن خلد بریں'' (۱۳۴۸ھ) (۷)

مولانا محمود جان جام جودھپوری علیہ الرحمہ ۱۹۴۵ء میں سخت بیمار ہوئے تو آپ کے صاحبزادے غلام احمد رضا صاحب نے ہفت روزہ ''الفقیہ'' امرتسر میں دعائے صحت کے لئے درج ذیل اپیل شائع کروائی۔

''میرے والد ماجد قبلہ حامی سنت ماحی بدعت شمع بزم رضویت عالم جلیل فاضل نبیل مولانا مولوی محمود جان صاحب قبلہ ادام اللہ ظلال فیضھم آج پندرہ روز سے سخت علیل ہیں، مرض نہایت مہیب ہے، جس بول ہو جانے کی وجہ سے جام جودھپور سے علاج کے لئے پور بندر تشریف لائے، ڈاکٹر نے آپریشن کیا، مگر تا ہنوز مزاج عالی رو بصحت نظر نہیں آتا، سخت تشویش و پریشانی میں مبتلا ہیں، حضرت کی ذات محتاج تعارف نہیں، تقریباً جملہ اہل سنت حضرت کی اپنی خدمات سے واقف ہیں، اس لئے قارئین الفقیہ سے عرض ہے کہ حضرت ممدوح کے لئے خلوص قلب سے دعا فرمائیں کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے محبوب کریم علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم افضل التحیۃ والتسلیم کے صدقہ میں والا حضرت کو شفاء کاملہ عاجلہ عطا فرماوے اور ظل عاطفت جملہ اہل سنت پر قائم رکھے۔ المکلف فقیر غلام احمد رضا خلف حضرت ممدوح عفی عنہ''۔

ہفت روزہ ''الفقیہ'' امرت سر، شمارہ، ۲۱ر تا ۲۸ر مئی ۱۹۴۵ء، ص ۷ پر یہ خبر شائع ہوئی کہ ''مولانا محمد جان پشاوری رضوی خطیب جامع مسجد جام جودھپور کی عمر ایک سو آٹھ سال ہے، پھر بھی بدستور سابقہ کافی دیر کھڑے ہو کر تقریر فرما لیتے ہیں، چلنے پھرنے میں کوئی دشواری نہیں''۔

ہفت روزہ ''الفقیہ'' امرت سر، شمارہ ۱۱ر تا ۱۸ر شعبان ۱۳۶۴ھ/ ۲۱ر تا ۲۸ر جولائی ۱۹۴۵ء کے پہلے صفحہ پر کالم نمبر ۳ میں مولانا محمود جان کی قدرے صحت پر خبر شائع ہوئی۔ (۸)

مولانا محمود جان نے جام جودھپور ہی میں ۱۱۵ برس کی عمر میں ۳ر صفر المظفر ۱۳۷۰ھ/ نومبر ۱۹۵۰ء کو وصال فرمایا، ۱۹۹۸ء میں ان کے داماد اصغر مولانا قاری احمد رضا افریقہ سے سفر کر کے ہندوستان گئے اور ڈھائی ماہ جام جودھپور میں قیام کر کے مولانا کے مزار شریف کی عمارت اور عالی شان گنبد کی تکمیل کی، خانقاہ عالیہ برکاتیہ کے حضرت سید آل رسول حسنین میاں نظمی نے آستانہ مولانا محمود جان پر فاتحہ خوانی کے بعد فرمایا کہ ایسی روحانیت کم ہی آستانوں میں نظر آتی ہے۔ (۹)

مولانا محمود جان رضوی جام جودھپوری علیہ الرحمہ کی دو تصانیف کا اشتہار ہفت روزہ ''الفقیہ'' امرتسر میں شائع ہوا، جو درج ذیل ہے۔

ایضاح سنت

مصنفہ عالی جناب حضرت مولانا مولوی حاجی محمود جان صاحب سنی حنفی قادری رضوی پشاوری مدظلہ العالی، اس لاجواب کتاب پر ہندوستان کے ۶۱ر مفتیان عظام وعلمائے کرام نے تصدیق فرمائی ہے، جس میں آیات واحادیث واقوال علمائے کاملین سے ہر ایک مسئلہ کی تحقیق کی گئی ہے، ہر مسئلہ وہابیہ کے

خیالات باطلہ واوہام فاسدہ کا بیخ کن اور دندان شکن جواب ہے، اہل سنت اس کا ضرور مطالعہ کریں، قیمت ایک روپیہ علاوہ محصول ڈاک۔ (۱۰)

یہ کتاب ''ایضاح سنت'' (۱۳۳۰ھ)، آٹھ سوالات کے جوابات پر مشتمل ہے، ماہ جولائی ۱۹۱۷ء میں اصح المطابع پریس لکھنؤ سے طبع ہوئی، اس کتاب پر تصدیق وتقریظ لکھنے والوں میں حضرت مولانا حامد رضا خاں بریلوی، حضرت مولانا مصطفیٰ رضا نوری بریلوی، حضرت مولانا محمد عبدالرحمٰن عرف محمد رمضان خان قادری، حضرت مولانا امجد علی اعظمی رضوی، حضرت مولانا سید اولاد علی مرادآبادی، حضرت مولانا عبیدالنبی نواب مرزا قادری، حضرت مولانا حشمت علی قادری، حضرت مولانا عبدالعتیق محمد صدیق علی، حضرت مولانا وصی احمد سورتی، مولانا ابوسراج عبدالحق، مولانا عبدالاحد، مولانا محمد فضل حق، مہتمم مدرسہ رحمانیہ پیلی بھیت، حضرت مولانا محمد عبدالمقتدر بدایونی، حافظ محمد بخش مدرس اوّل مدرسہ محمدیہ بدایوں، مولانا محمد ابراہیم القادری مدرس مدرسہ شمسیہ بدایوں، مولانا ابوالمنظور محمد عبدالماجد قادری بدایونی، حضرت مولانا محمد حبیب الرحمٰن القادری بدایونی، مولانا ابوالنعمان محی الدین محمد اعجاز حسین مجددی، حضرت مولانا ارشاد حسین رام پوری، مولانا محمد ہدایت الرسول برکاتی، حضرت مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی، مولانا مشتاق احمد ابن مولانا شاہ احمد حسن کان پوری، مولانا فیض احمد کان پوری، مولانا فیض احمد کانپوری، مولانا محمد سلیمان، مولانا فقیر محمد مدرس مدرسہ احسن المدارس کانپوری، مولانا محمد کرامت اللہ دہلوی، مفتی محمد عبدالرشید مہتمم مدرسہ نعمانیہ دہلی، مولانا محمد پُردل، مولانا محمد عمر دہلوی، مولانا محمد عبدالسلام جبل پوری، حضرت مولانا محمد برہان الحق جبل پوری، مولانا محمد سخاوت حسین تلہری، حضرت ابوالفلاح فضل محمد غجدوانی، مولوی گل احمد پشاوری، مولوی بابا میاں ابن یوسف میاں کاٹھیاواڑی، مولوی عبدالحلیم دھوراجی، مولانا محمد عبدالسمیع بنارسی، مولانا محمد سیف الدین مدرس مدرسہ نظامیہ بمبئی، مولانا عبدالحکیم کریالوی، مولوی نور محمد سیف الحق، مفتی محمد سعید سرہندی جلال آبادی، مولوی محمد جسیم بمبئی، مولانا عبدالمنعم بمبئی، مولانا مرزا محمد بمبئی، مولوی محمد عثمان، مولانا غلام رسول سورتی، حضرت مولانا قاضی شاہ محمد عبدالغفار قادری بنگلوری، پیر سیّد حیدر شاہ بنگلوری، حضرت مولانا ابومحمد دیدار علی رضوی، مولانا حسین احمد عاشقی انظوری، حضرت مولانا رحم الٰہی جیسی شخصیات شامل ہیں، ان سبھی نے مصنف کو ان کی خوبیوں کے حوالے سے القاب اور ان کی محنتوں کا ذکر کرتے ہوئے دعاؤں سے یاد کیا ہے، ۱۳۳۰ھ میں لکھی گئی یہ کتاب اور اس پر اس قدر تصدیقات حضرت مولانا محمود جان صاحب کی دور میں مقبولیت اور شہرت کا پتا دیتی ہیں۔

علامہ کوکب نورانی لکھتے ہیں کہ حضرت مولانا محمود جان صاحب کی اس کتاب ''ایضاح سنت'' کا عکس مجھے ان کے نواسے الحاج منصور رضا سے مشہور افریقی ملک زمبابوے کے دوسرے سفر میں ملا، گزشتہ دس برس سے ہر سال ''ہرارے'' شہر میں مولانا قاری احمد رضا اور ان کے فرزندان (منصور رضا، امتیاز رضا اور عسکری رضا) بڑے اہتمام سے ''عرس رضوی محمودی'' مناتے ہیں، چھ سات ملکوں کے افراد اس اجتماع میں شرکت کرتے ہیں۔

کتاب کے صفحہ ۱۲۳ پر امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کی تصدیق شائع ہوئی جو درج ذیل ہے :

''اللھم لک الحمد یہ مبارک رسالہ، ہدایت قبالہ، تصنیف لطیف صاحب المکرّم اخی فی اللہ، ذی الفضل والجاہ، حامی السنن، ماحی الفتن، مولانا مولوی محمود جان صاحب قادری برکاتی پشاوری، حماہ اللہ وقاہ وزاد فی مدارج الکمال مرتقاہ، فقیر کی نظر سے گزرا، میں نے اسے باوصف جمالِ اجمال بقصد کافی کمال اکمال سے مزین پایا، حق سبحانہ نے اس زمانۂ فتن ومحن میں جو مصنف کو توفیق حمایت دین ونکات مفسدین عطا فرمائی اس پر حمد الٰہی بجالایا، الحمدللہ یہ فاضل مجیب سلمہٗ القریب پر اللہ ورسول کی منت ہے اور اس کا صلہ ان شاء اللہ الکریم ثم رسولہ الرؤف الرحیم قرب الٰہی و جنت ہے، عز وجل اللہ وعلٰی حبیبہٖ صلی اللہ وعلٰی آلہٖ ومن والاہ۔ واللہ تعالٰی اعلم''۔ پہلی منظوم سوانح عمری ماہنامہ جہان رضا، شمارہ فروری ۲۰۰۵ء کے شمارے میں شائع ہوئی۔ (۱۱)

ذکر رضا

از تصنیف عالم جلیل حامیٔ سنن حضرت مولانا مولوی شاہ محمود جان صاحب سنی حنفی قادری رضوی، اس رسالے میں مختصر سوانح عمری وواقعات جامع شریعت وطریقت امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا مولوی مفتی شاہ احمد رضا خاں صاحب سنی حنفی قادری بریلوی قدس سرہٗ، نہایت محنت وجانفشانی سے درج کئے ہیں، قابل دید رسالہ ہے، قیمت صرف ۸/، ملنے کا پتا حضرت مولانا مولوی شاہ محمود جان صاحب سنی حنفی قادری رضوی، مقام وڈاک خانہ جام جودھپور، ملک کاٹھیاواڑ۔ (۱۲)

ماہ محرم ۱۴۲۵ھ میں جنوبی افریقہ کے شہر ''پری ٹوریا'' کے علاقے ''لوڈیم'' میں مولانا قاری احمد رضا صاحب نے مجھے کتاب ''ذکر رضا'' کی زیارت کروائی، ان کے پاس اس کا ایک ہی نسخہ تھا، میں نے یہ نسخہ انہیں واپس نہیں کیا، کراچی پہنچ کر اس کتاب کا عکس بنایا اور پیر زادہ علامہ اقبال احمد فاروقی، نگران مرکزی مجلس رضا لاہور کو پیش کیا، اس طرح امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہٗ کی یہ پہلی منظوم سوانح عمری

ماہنامہ جہان رضا، شمارہ فروری ۲۰۰۵ء کے شمارے میں شائع ہوئی۔(۱۳)

عرض مرتب

''تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت'' مرتبہ، محمد صادق قصوری، پروفیسر مجید اللہ قادری، مطبوعہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی ۱۴۱۳ھ/ ۱۹۹۲ء میں مولانا محمود جان جام جودھپوری کا مختصر تذکرہ شائع ہوا ہے، اس تذکرہ میں مرتبین نے مولانا محمود جان علیہ الرحمہ کے نام کے ساتھ تخلص جآم لکھا ہے اور آگے جودھپوری لکھا، یہ درست نہیں، آپ اپنے نام کے ساتھ کوئی تخلص نہیں لکھتے تھے، جہاں بھی آپ کے دستخط ملتے ہیں وہاں کوئی تخلص آپ نہیں لکھتے، آپ کے نام کے ساتھ جو'' جام جودھپوری'' لکھا جاتا ہے، اس سے مراد کاٹھیاواڑ گجرات (بھارت) کا شہر'' جام جودھپور'' ہے نہ کہ راجھستان (بھارت) کا شہر'' جودھپور''، تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت میں اسی صفحہ ۹۹ پرآپ کے نام کے ساتھ'' سیّد'' بھی لکھا ہے جوکہ درست نہیں۔

تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت میں آپ کے'' سیّد'' ہونے کی تائید میں کتاب'' اعلیٰ حضرت بریلوی'' ازنسیم بستوی مطبوعہ لاہور ۱۹۷۴ء، ص ۷۴، ۷۵ کے حوالے سے یہ واقعہ لکھا ہے :

''سیّد ایوب علی (رضوی) راوی ہیں کہ بارش کے موسم میں رات کے وقت سیّد صاحب نے حاضر خدمت ہوکر عرض کیا حضور! جو مانگوں عطا فرمائیں، اعلیٰ حضرت نے جواب مرحمت فرمایا، میرے امکان میں ہے تو ضرور حاضر کردوں گا، آپ نے عرض کیا کہ حضور کے امکان میں ہے، فرمایا کہ مجھے کوئی عذر نہیں ہے، کیا درکار ہے؟ سیّد صاحب نے عرض کیا صرف ۲۲ رگز کپڑا کفن کے لئے چاہتا ہوں، دوسرے روز بازار کھلتے ہی اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے ۲۲ رگز کپڑا منگوا کر سیّد صاحب کی نذر کردیا''۔

تقریباً یہی واقعہ سیّد صابر حسین شاہ بخاری صاحب نے اپنی کتاب'' احترام سادات اور امام احمد رضا بریلوی'' مطبوعہ ممبئی ۱۹۹۷ء، ص ۸۳ پر کتاب'' سوانح اعلیٰ حضرت از مولانا شاہ مانا میاں قادری، مطبوعہ کراچی، سن طباعت ندارد، ص ۱۵۲ کے حوالے سے اس طرح لکھا ہے :

''ایک مرتبہ مولانا سیّد محمود جان صاحب علیہ الرحمہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صورت سوال سامنے دست بستہ کھڑے ہوگئے، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے فرمایا! کیوں سیّد صاحب کیا کوئی خدمت ہے میرے لائق؟ سیّد صاحب نے فرمایا کیا عرض کروں، ایک سوال ہے، کیا آپ پورا فرمائیں گے؟ اعلیٰ حضرت نے ارشاد فرمایا، اگر میرے امکان سے باہر نہیں ہوگا تو ان شاء اللہ ضرور پورا کروں گا، سیّد صاحب نے فرمائش کی کہ میں آپ کے دست مبارک سے صرف ۲۲ رگز کپڑا کفن کے لئے

چاہتا ہوں، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے مسکراتے ہوئے فرمایا، سیّد صاحب ان شاء اللہ آپ کی فرمائش جلد ہی پوری کردوں گا اور پھر صبح ہوتے ہی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے ۲۲ رگز سفید لٹھا سیّد صاحب کی خدمت میں پیش کردیا''۔

حقیقت یہ ہے کہ جناب سیّد محمود جان قادری برکاتی نوری علیہ الرحمہ، ساکن محلّہ گڑھی (بریلی۔ یوپی) اور مولانا محمود جان سنی حنفی قادری برکاتی رضوی پشاوری علیہ الرحمہ ساکن جام جودھپور کاٹھیاواڑ (گجرات۔ بھارت) دونوں علیحدہ علیحدہ شخصیتیں ہیں۔

اصل واقعہ ''حیات اعلیٰ حضرت'' جلد اوّل، مطبوعہ مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی ۱۹۵۵ء، ص ۵۶ پر اس طرح درج ہے :

''جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ موسم بارش میں شب کے وقت جناب سیّد محمود جان صاحب قادری برکاتی نوری علیہ الرحمہ ساکن محلّہ گڑھی حاضر ہوکر عرض کرتے ہیں، حضور جو میں مانگوں عطا فرمادیں، ارشاد فرمایا سیّد صاحب اگر میرے امکان میں ہوا تو ضرور حاضر کردوں گا، سیّد صاحب نے عرض کیا کہ حضور کے امکان میں ہے، فرمایا تو مجھے کوئی عذر نہیں ہے، فرمایا کیا درکار ہے، سیّد صاحب نے عرض کیا صرف ۲۲ رگز کپڑا کفن کے لئے چاہتا ہوں، چنانچہ صبح بازار کھلتے ہی ۲۲ رگز نین کلاتھ منگوا کر سیّد صاحب کے نذر کردیا''۔

حیات اعلیٰ حضرت، از ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ، ترتیب جدید، مفتی محمد مطیع الرحمٰن رضوی مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء، ص ۲۳۴ پر یہی واقعہ انہی الفاظ سے لکھا ہے۔

حیات اعلیٰ حضرت، از ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ، ترتیب وتہذیب پیرزادہ اقبال احمد فاروقی، مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور ۲۰۰۳ء، جلد اوّل ص ۱۲۵ پر بھی ایک دو الفاظ کے معمولی فرق سے یہی واقعہ اسی طرح لکھا ہے، لیکن نام میں ''جناب سیّد محمود جان صاحب'' کے بجائے ''جناب سیّد محمود خاں صاحب'' لکھا گیا جو کہ کتابت کی غلطی ہے۔

اس واقعہ کی ساری صورت حال قارئین کے سامنے ہے، واقعہ کا اصل ماخذ ''حیات اعلیٰ حضرت'' ہے، کتاب ''حیات اعلیٰ حضرت'' کا نام تاریخی ہے، اس سے ۱۹۳۸ کے اعداد نکلتے ہیں، حیات اعلیٰ حضرت کی پہلی جلد کی یادداشتیں سیّد ایوب علی رضوی نے مولانا ظفر الدین بہاری کو ۱۹۳۸ء میں ہی دے دی تھیں، باقی جلدیں ۱۳۶۹ھ میں مکمل ہوئیں اور تاریخی نام ''مظہر المناقب'' رکھا گیا (حیات اعلیٰ حضرت، مطبوعہ

لاہور۲۰۰۳ء،ص۵۶)، یہ واقعہ پہلی جلد ہی میں درج ہے، ۱۹۳۸ء میں مولانا ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ (متوفی ۱۹۶۲ء) اور سیّد ایوب علی رضوی علیہ الرحمہ (متوفی ۱۹۷۰ء) جناب سیّد محمود جان قادری نوری، ساکن محلّہ گڑھی (بریلی شریف) کو"علیہ الرحمہ" لکھ رہے ہیں، جب کہ مولانا محمود جان قادری رضوی پشاوری ثم جام جودھپوری علیہ الرحمہ ۱۹۴۵ء میں بھی زندہ تھے،

مولانا ظفر الدین بہاری قادری رضوی علیہ الرحمہ نے "حیات اعلیٰ حضرت" مطبوعہ لاہور ۲۰۰۳ء ،ص ۵۵ پر آپ کے نام مولانا مولوی محمود جان صاحب جام جودھپوری کے ساتھ "سیّد" نہیں لکھا۔

کتاب "تاریخ رضائے مصطفےٰ" از مولانا شہاب الدین رضوی، مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء کے صفحہ ۳۴۹ پر آپ کا نام "مولانا محمود خاں رضوی جام جودھپوری" لکھا ہے، اور صفحہ ۳۵۰ پر آپ کا نام "مولانا مولوی محمود جان صاحب رضوی" لکھا ہے۔

کتاب "الدلائل القاهرة علی الكفر النیاشرة" از حاجی قاسم میاں امام جامع مسجد گونڈل علاقہ کاٹھیاواڑ، مطبوعہ بمبئی ۱۹۴۲ء کے صفحہ ۲۶ پر آپ نے اپنے فتویٰ کے آخر میں اپنا نام "عبدالمذنب محمود جان سنی حنفی قادری برکاتی رضوی پیشاوری ثم جام جودھپوری عفی عنہ" لکھا ہے اور مہر میں "محمود جان ابن حافظ غلام رسول ۱۳۰۶ھ لکھا ہے۔

کتاب "الصوارم الہندیہ" از مولانا حشمت علی خاں لکھنوی ، مطبوعہ مکتبہ فریدیہ ساہیوال (پاکستان)، سن طباعت ندارد ص ۱۲۹ پر آپ نے اپنا نام "محمود جان السنی الحنفی القادری الفشاوری ثم الجام جودھفوری الکاتھیاواری" لکھا ہے اور مہر میں "محمود جان بن حافظ غلام رسول" لکھا ہے۔

اگر کہیں آپ کے نام کے ساتھ "مولانا حاجی شاہ محمود جان" لکھا ہے تو اس سے کوئی یہ خیال نہ کرے کہ جب نام کے ساتھ "شاہ" لکھا ہے تو آپ "سیّد" ہوئے، تو عرض ہے کہ لفظ "شاہ" عزت اور بزرگی کے لئے لکھا جاتا ہے جو کہ غیر سادات کے لئے بھی جائز ہے، جیسے الشاہ احمد رضا بریلوی، یا مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی، یا شاہ احمد نورانی، حالانکہ یہ بزرگ غیر سیّد ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی، تعارف "مولانا محمود جان پشاوری"، ماہنامہ جہان رضا، لاہور، شمارہ فروری ۲۰۰۵ء، ص ۹

۲۔ ابوالمساکین مولانا ضیاء الدین پیلی بھیتی، حالات مصنف "ذکر رضا"، ماہنامہ جہان رضا،

لاہور، شمارہ فروری ۲۰۰۵ء، ص ۱۶

۳۔ ابوالمساکین مولانا ضیاء الدین پیلی بھیتی ولد حسین علی شوال المکرّم ۱۲۹۰ھ میں تلہر ضلع شاہ جہاں پور میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی بعد میں حضرت وصی احمد محدّث سورتی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دورۂ حدیث کی تکمیل پر دستار فضیلت حاصل کی، حضرت محدّث سورتی کے ایما پر تکمیل الطب کالج لکھنؤ سے طب کا امتحان پاس کیا لیکن باقاعدہ کبھی طبابت نہیں کی، فاضل بریلوی سے آپ کو ارادت و خلافت حاصل تھی، مولانا ضیاء الدین عملی زندگی میں درس و تدریس کے علاوہ ہمیشہ تصنیف و تالیف میں مصروف رہے اور تصانیف کثیرہ سپرد قلم فرمائیں، آپ نے ماہنامہ "تحفۂ حنفیہ" پٹنہ کی بھی ادارت کے فرائض کئی سال انجام دیئے، آپ کے مریدین کی ایک بڑی تعداد ہندوو پاک کے مختلف بلادو امصار میں موجود ہے، حضرت محدّث سورتی کے وصال کے بعد آپ مستقل طور پر پیلی بھیت آ گئے تھے، ۲۸ محرم الحرام ۱۳۶۴ھ بوقت فجر بحالت نماز روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی، مولانا حشمت علی لکھنوی نے نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتیوں والی مسجد سے متصل تدفین ہوئی، آپ کے خلیفہ مولانا وجیہہ الدین پیلی بھیت میں بقید حیات ہیں، مولانا ضیاء الدین کی چند قابل ذکر کتابیں یہ ہیں۔

۱۔ ذکر ابرار (مجموعہ نعت و منقبت)، مطبوعہ مطبع حنفیہ پٹنہ ۱۳۲۵ھ

۲۔ ضیاء الارشاد (مجموعہ نعت و منقبت)، مطبع حنفیہ پٹنہ ۱۳۳۰ھ

۳۔ التحقیق المعلیٰ (سود کی حرمت)، مطبوعہ پیلی بھیت ۱۳۵۸ھ

۴۔ فرامینِ شریعت، مطبوعہ پیلی بھیت ۱۳۶۰ھ

۵۔ مراتب سیاست (اسلامی سیاست پر قرآن و حدیث کی روشنی میں بحث)، مطبوعہ ۱۳۶۲ھ

(خواجہ رضی حیدر، تذکرہ محدّث سورتی، مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی اپریل ۲۰۱۲ء، ص ۲۴۸، ۲۴۹)

نوٹ۔ ایک اور کتاب "توضیح صواب" (۱۳۲۳ھ) تحقیق علم ما یکون ما کان ولحبیب الدیان المنان، مطبوعہ مطبع حنفیہ پٹنہ، انٹرنیٹ پر موجود ہے، امام احمد رضا بریلوی کی تقریظ بھی اس پر موجود ہے۔ (خلیل احمد رانا)

۴۔ مولانا محمود جان جام جودھپوری، ذکر رضا (۱۹۲۱ء)، مطبوعہ الیکٹرک ابوالعلائی پریس آگرہ، ص ۳۹، ۴۰

ایضاً۔ مولانا محمود جان جام جودھپوری، ذکر رضا، مطبوعہ مرکزی مجلس رضا لاہور ۲۰۰۵ء، ص ۵۸

۵۔مولانا محمود جان جام جودھپوری، ذکر رضا، طبع جدید ماہنامہ جہان رضا لاہور شمارہ فروری ۲۰۰۵ء، ص ۵۷ تا ۶۱

۶۔(مولانا محمود جان کا مختصر سوانحی خاکہ، از علامہ کوکب نورانی، ماہنامہ جہان رضا، لاہور، شمارہ فروری ۲۰۰۵ء، ص ۱۵)

۷۔ تاریخ جماعت رضائے مصطفیٰ، از مولانا شہاب الدین رضوی، مطبوعہ بمبئی ۱۹۹۵ء، ص ۳۵۰، ۳۵۱

۸۔(ہفت روزہ ''الفقیہ'' امرت سر، شمارہ ۷/تا ۱۴/مئی ۱۹۴۵ء، صفحہ ۵، کالم ۱ ہفت روزہ ''الفقیہ'' امرت سر، شمارہ ۲۱/تا ۲۸/مئی ۱۹۴۵ء، ص ۷۔ ہفت روزہ ''الفقیہ'' امرت سر، شمارہ ۱۱/تا ۱۸/شعبان ۱۳۶۴ھ/ ۲۱/تا ۲۸/جولائی ۱۹۴۵ء)

۹۔مولانا محمود جان کا مختصر سوانحی خاکہ، از علامہ کوکب نورانی، ماہنامہ جہان رضا، لاہور، شمارہ فروری ۲۰۰۵ء، ص ۱۵

۱۰۔ ہفت روزہ ''الفقیہ'' امرتسر، شمارہ ۲۱/تا ۲۸/مارچ ۱۹۴۷ء، صفحہ ۱۳، کالم ۳

۱۱۔مولانا محمود جان کا مختصر سوانحی خاکہ، از علامہ کوکب نورانی، ماہنامہ جہان رضا، لاہور، شمارہ فروری ۲۰۰۵ء، ص ۹، ۱۰، ۱۱

۱۲۔ہفت روزہ ''الفقیہ'' امرتسر، شمارہ ۲۱/تا ۲۸/مارچ ۱۹۴۷ء، صفحہ ۱۳، کالم ۳

۱۳۔ مولانا محمود جان کا مختصر سوانحی خاکہ، از علامہ کوکب نورانی، ماہنامہ جہان رضا، لاہور، شمارہ فروری ۲۰۰۵ء، ص ۱۱